۶۲۶۵ع
رسالہ تراویح

سنہ ۱۳۰۷ھ

من قام رمضان ایمانا واحتسابا غفر الله له ما تقدم من ذنبه

از تصانیف ماثر شریف فطرت لطیف مولوی محمد حنیف سلمہ الرب اللطیف

رسالہ تراویح

۸ رکعت ۱۱ کا

بامر عائذ باللہ فقیر اللہ عفا اللہ عنہ و عن والدیہ

در مطبع محمدی واقع لاہور مطبوع گردید

سنہ ۱۸۹۰ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

الحمد للہ الذی زین الشہور لشہر رمضان الذی امر فیہ بالصیام والقیام والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ سید المرسلین وآلہ واصحابہ الکرام چونکہ آج کل بعض الناس کا تخالس نے یہانتک تعصب و نفسانیت کا اظہار کر رکھا ہے کہ جو غربائے اہلحدیث کسی حدیث صحیح مردہ پر محض بنظر اتباع نبوی و ثواب آخرت عامل ہوجاتے ہین تو یہہ اونکے ایسے دشمن ہوجاتے ہین کہ کسی طور سے اونکی ایذا رسانی مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین کرتے تعجب ہے کہ جس شرف الانبیا کے اتباع کی نسبت اللہ تعالےٰ نے اس تاکید و تشدید سے ارشاد فرمایا کہ فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا یعنی کھدی قسم ہے تیرے رب کی اونکو ایمان نہ ہوگا جب تک اپنے جھگڑے مین تجھی کو منصف نہ قرار دینگے اور پھر اپنے دل مین تیرے فیصلہ سے تنگی و ناراضی نہ پاوینگے اور دل سے قبول کرینگے اوسکے اقوال وافعال کو تو پس پشت ڈال رکھا ہے اور ما و شما کے اقوال وافعال پر جان دیے دیتے ہین جب کہا جاتا ہے کہ صاحبو اس فلان امر متنازعہ مین یہہ تو دیکھو اور کتب احادیث سے تلاش کرکے معلوم کرو کہ آنحضرت صلعم کا اس باب مین کیا عمل درآمد رہا ہے تو کوئی نہین سنتا اور شور مچادیتے ہین۔ + ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا + اس سے زیادہ حرمان و بدنصیبی کے اور کون بات ہے۔ اعاذنا اللہ منہا چونکہ ان امور مین سے ایک مسئلہ تراویح یا تہجد کا بھی ہے اسلئے کچھہ ذکر اوسکا کیا جاتا ہے تتبع کتب احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلعم رمضان یا غیر

۵ مصداق حدیث من احیی سنتی عند فساد امتی فلہ اجر مائۃ شہید ۱۲

رمضان مین گیارہ حد تیرہ رکعت سے زیادہ نہین پڑھتے تھے - چنانچہ بنظر اطمینان
چند اخبار و آثار مندرج ذیل ہین - +

(۱) روایت ہے ابی سلمہ بن عبدالرحمن سے کہ اُنھون نے بی بی عائشہؓ سے
پوچھا کہ کسطرح ہوتی تھی نماز رسول اللہ صلعم کی رمضان مین بی بی عائشہؓ صدیقہ نے
فرمایا کہ حضرت صلعم رمضان اور غیر رمضان مین گیارہ رکعت پر زیادہ نہ فرماتے تھی -
روایت کیا اس حدیث کو بخاری و مسلم نے - +

(۲) جابرؓ سے روایت ہے کہ نماز پڑہائی ہمکو رسول اللہ صلعم نے رمضان مین آٹھہ
رکعت اور وتر - روایت کیا اس حدیث کو ابن خزیمہ و ابن حبان نے ساتھہ صحیح
سند کے اور ایسے ہی طبرانی نے معجم اوسط مین - +

(۳) سائب بن یزید سے روایت ہے کہ حکم کیا حضرت عمرؓ نے ابی بن کعب و تمیم داری
کو کہ لوگون کو رمضان مین گیارہ رکعت پڑہاوین - روایت کیا اس حدیث کو امام مالکؒ
نے موطا مین - +

(۴) امام سیوطیؒ نے رسالہ تراویح مین لکھا ہے کہ روایت کی ابن جوزی نے اصحاب
شافعیؒ سے کہ فرمایا امام مالکؒ نے کہ عدد رکعات تراویح کہ قائم کیا وسیر عمرؓ بن خطاب
نے لوگون کو وہ محبوب تر ہے مجھکو اور وہی نماز رسول خدا صلعم کی تھی اور وہ گیارہ
رکعت معہ وتر ہین اور پوچھے گئے امام مالکؒ تیرہ رکعت سے فرمایا وہ قریب گیارہ
کے ہین صرف وتر کا فرق ہے کہ گیارہ مین تین وتر ہین اور تیرہ مین پانچ اور فرمایا
امام مالکؒ نے کہ مین نہین جانتا کہ یہہ بہت رکعتین کہان سی نکالی گئی
ہین - یعنے بیس وغیرہ - روایت اخیر سے یہہ بھی معلوم ہوا کہ تیرہ و گیارہ
مین کچھہ تعارض نہین ہے اکثر عمل گیارہ کا معلوم ہوتا ہے کیونکہ حضرت عائشہؓ
اعلم حال رسول اللہ صلعم تہین بہ نسبت دیگر کے مگر چونکہ زیادتی ثقہ کی مقبول ہوتی
ہے اسلیئے تیرہ کی روایت بھی مقبول ہے اور تطبیق کی یہہ صورت ہے کہ کبھی
گیارہ رکعت پڑھتے تھے اور کبھی تیرہ رکعت - +

بعض علمائے حنفیہ عوام کو یہہ کہکر ٹال دیتے ہین کہ ان احادیث مین جس نماز کا ذکر ہی
وہ نماز تہجد ہی جو تراویح سے الگ ہے مگر حضرات منصفین ذرا توجہ وغور فرمادین کہ ان
احادیث صدر مین تو صاف رمضان شریف مین جماعت سے نماز تراویح کا بیان
ہے جو تراویح کے سوا متصور نہین ہے اور کیا تصریح درکار ہے۔

اور اونکا بیان نسبت تباین تراویح و تہجد بھی ایک ایسا خیال ہی کہ جسپر کوئی
دلیل عمدہ و مضبوط قائم نہین ہے۔ اصل مین شارع علیہ السلام کا مقصد قیام اللیل
کا مشروع فرمانا ہے مگر اوسمین کئی امور کا لحاظ رکھا گیا ہے (اول[1]) یہہ کہ وہ
وصف تہجد کی ساتھ ہو یعنی بعد خواب ادا کی جاوے (دوم[2]) یہہ کہ وتر ہو یعنی طاق
پڑھی جاوے (سوم[3]) یہہ کہ رمضان مین بہ نسبت اور مہینون کے اوسکا اہتمام
زیادہ کیا جاوے۔ اس لحاظ سے کہ اس صلوۃ اللیل مین ان صفات مذکورہ کا اہتمام
ترک نہ کیا جاوے محدثین انکو علیحدہ علیحدہ بابون مین روایت کرتے ہین کبھی
قیام لیل نام رکھتے ہین اور کبھی تہجد اور کبھی وتر اور کبھی قیام رمضان اور ہر ایک
باب مین وہی احادیث ذکر کرتے ہین جو صلوۃ اللیل مین آنحضرت صلعم سے
مروی ہین نہ یہہ کہ الگ الگ احادیث لاوین اور نمازین علیحدہ علیحدہ اونکی واسطے
تجویز فرمادین۔ چنانچہ مطالعہ کتب صحاح ستہ سے یہہ امر بخوبی واضح ہو سکتا ہی۔
اگر کسی شخص کو یہہ دعوی ہو کہ تہجد و تراویح علیحدہ علیحدہ نمازین ہین تو لازم ہے
کہ کسی حدیث صحیح یا اثر صحابہ سے اس امر کو ثابت کرے۔ ورنہ دعوی بیدلیل
ہے۔ اور بعض اور احادیث مثل حدیث ذیل سے بھی اشارۃً یہہ امر معلوم ہو سکتا
ہے۔ روایت ہے ابی ذر سے کہ روزہ رکھا ہم نے رسول اللہ صلعم کے ساتھ
(رمضان مین) سو نماز شب نہ پڑھی ہمارے ساتھ سوائے عشا کے پھر تیئیسوین[۲۳] شب
کو تراویح پڑھانیکے لئے کھڑے ہوئے اور تہائی رات تک نماز پڑھائی پھر پچیسوین
شب کو تراویح پڑھائی اور آدہی رات تک نماز پڑہی ہم نے عرض کی کہ کاشکے
یا حضرت آپ ہمارے ساتھ اس باقی شب مین اور نفل پڑھتے آپنے فرمایا کہ جو

امام کے ساتھ فارغ ہوئے امام تک نماز پڑھ چکا اوسکے لیئے ساری رات کی نماز پڑھنے کا ثواب لکھا جاتا ہے - پھر ستائیسوین شب کو ہمارے ساتھ نماز کے لیئے کھڑے ہوئے اور اپنے گھر والون کو بھی بلایا اور یہانتک کھڑے رہے ہمکو یکر نماز مین کہ ہمکو سحر کے وقت کے جاتے رہنے کا خوف ہوا یعنی قریب صبح صادق تک نماز پڑھی ہے اب خیال فرمائیے کہ جب تراویح صبح تک پڑھی تو تہجد کیا دن نکلے پڑھا ہوگا - تہجد پڑھنے کا کون وقت رہا - اس سے صاف ظاہر ہے کہ تراویح و تہجد ایک ہی شے تھی اور تراویح کے بعد صبح کی نماز تک کسی اور نماز کے پڑھنے کی ضرورت نہ تھی منصف کے لیئے اسقدر کافی ہے - اور جھگڑالو اور متعصب کو دفتر بھی کم ہے - +

ان احادیث و آثار کے مقابلہ مین حنفیون کے پاس جو مصالحہ (دلائل) ہین انکو بھی معہ تردید بیان کیا جاتا ہے - +

(۱) مصنف ابن ابی شیبہ و معجم طبرانی و عبد حمید مین ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم رمضان مین بیس رکعت پڑھتے تھے -

تو یہ حدیث سخت ضعیف قریب بہ موضوع ہے کیونکہ اسمین راوی ابراہیم بن عثمان ابو شیبہ ہے جسکو شعبہ وغیرہ نے کاذب کہا ہے اور امام احمدؒ و بخاریؒ و نسائیؒ و دیگر ائمہ حدیث نے سخت ضعیف بیان کیا ہے ترجمہ اس راوی کا میزان الاعتدال ذہبی مین دیکھہ لو چنانچہ حنفیون مین سے شیخ ابن ہمام و ملا علی قاری وغیرہ نے بھی اس ضعف کا اقرار کیا ہے -

(۲) یزید بن رومان سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ کے زمانہ مین لوگ بیس رکعت پڑھتے تھے - سو یہ اثر منقطع ہے یزید بن رومان نے زمانہ حضرت عمرؓ کا نہین پایا زیلعی کو دیکھو اور تقریب مین بھی اوسکو طبقہ خامسہ مین لکھا ہے - اور کبیری شرح منیۃ المصلی (کتاب فقہ حنفیہ) مین بھی اس حدیث کو مرسل و موقوف لکھا ہے - اور یزید بن رومان کا حضرت عمرؓ کے زمانہ نہ پانیکا اقرار

کیا ہے۔ اور حدیث مرسل وموقوف عند الائمۃ الحدیث حجت نہین ہوتی چنانچہ صاحب مجمع البحار تذکرہ مین فرماتے ہین کہ جو روایت کیا جاوے صحابی سے قول ہو یا فعل متصل ہو یا منقطع وہ حجت نہین ہے۔ +

اور جو بعض اور روایات مصنف ابن ابی شیبہ وبیہقی کی حنفیہ لاتے ہین جن سے خلفائے راشدین کے وقت مین بیس پڑھے جانیکا ثبوت ملتا ہے اونکی صحت اسناد کا کچھہ پتہ نہین ہے اور بغیر صحت اسناد یا تصحیح کسی محدث کی کوئی حدیث صحیح خیال نہین کی جاتی چنانچہ علما اس بات کو خوب جانتے ہین ورنہ سیکڑون ضعاف احادیث صحیح حدیثون مین گڈ بڈ ہو جاوین۔ اور مصنف وبیہقی ایسی کتب نہین کہ جنکے مصنفین نے صحت کا التزام کیا ہو بلکہ صحیح ضعیف سب طرح کی روایات اونمین موجود ہین جو بغیر طریقہ معروضہ بالا کے پرکھنے کے واجب العمل نہین خیال کی جاتین۔ جس شخص کو اس مین تامل ہو وہ اون آثار کی صحت بشرائط مقررہ محدثین ثابت کر دکھاوے۔ +

پس تحقیق مندرجہ بالا سے ثابت ہوا کہ کسی حدیث صحیح واثر سے بیس رکعت تراویح کا ثبوت نہ حضرت صلعم سے ملتا ہے اور نہ خلفائے راشدین سے بروایت صحیح۔ باقی ضعیف رُواۃ بمقابلہ روایات صحاح قابل احتجاج نہین ہین۔

پس کیسی توجہ کے لائق ہوگا قول ان حنفیون کا جو بیس رکعت پر اجماع واستقرار کا دعوی کرتے ہین معلوم نہین وہ اجماع واستقرار کس زمانہ مین ہوا اور کسنے کیا صحابہ سے ثبوت بیس رکعت کا حال تو ظاہر ہو چکا اور بعد صحابہ کے مختلف عمل رہا بعض نے بیس رکعتین پڑہین اور بعض نے چھتیس اور بعض نے چالیس اور بعض نے زیادہ اور بعض عاشقان سنت نے وہی گیارہ پر کفایت کی اور قراءۃ مین تطویل کی۔ واضح ہو کہ سلف صالحین کا گیارہ سے زیادہ رکعات پڑھنا صرف اس خیال سے تھا کہ اونہون نے کثرت نوافل سمجھکر گیارہ سے زیادہ تعداد بڑہادی نہ یہ کہ اوسکو نماز رسول اللہ صلعم قرار دیا ہو اور گیارہ پڑھنے والون کو طعن تشنیع

سے پیش آتے ہون جیسا کہ آجکل حنفیون نے وتیرہ اختیار کر رکھا ہے ۔ مگر
اتباع سنت نبوی مین جو ثواب ہے وہ اپنے مجوزہ رکعت مین نہین ہو سکتا
جواز اور بات ہے اور اتباع سنت اور ۔ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي
رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ ترجمہ فرمایا اللہ تعالی نے تحقیق واسطے تمہارے اتباع رسول
مین پیروی بہتر ہے ۔ پس اتباع رسول کی عوض اور دن کی پیروی اختیار کرنا عین رہ کہ تومرو
بہ ترکستان است ۔ کا مصداق ہے ۔ یا اللہ تو ہمارے اخوان مسلمین کو تعصب و نفسانیت
سے بچا اور راہ راست اتباع نبوی کا رستہ دکھلا ۔ آمین ثم آمین ۔

شیخ عبد الحق دہلوی نے فتح سر المنان فی تائید مذہب النعمان مین لکھا ہے ثم الصحیح انہا كانت صلوۃ النبی
كانت یصلیہا باللیل وہی احدی عشرۃ رکعۃ کما فی اول باب صلوۃ اللیل من حدیث ابی سلمۃ انہ سال
عائشۃ رضی اللہ عنہا کیف کان صلوۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی رمضان قالت ما کان یزید فی
رمضان ولا فی غیرہ علی احدی عشرۃ رکعۃ ولم یثبت روایۃ عشرین رکعۃ منہ صلی اللہ علیہ وسلم
کما ہو المتعارف الآن الا فی روایۃ ابن ابی شیبۃ من حدیث ابن عباس کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
یصلی فی رمضان عشرین رکعۃ والوتر قالوا اسنادہ ضعیف وقد عارضہ حدیث عائشۃ وہو صحیح وکانت
عائشۃ اعلم بحال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من غیرہا ۔ پھر صحیح یہ ہے کہ تھی نماز تراویح آنحضرت کی نماز آپکی
کہ گذاری تھی اوسکو رات مین یعنی نماز تہجد اور وہ گیارہ رکعت ہین جیسا کہ گذر چکا ہے اول باب صلوۃ
اللیل مین حدیث ابی سلمہ سے کہ اونہون نے پوچھا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ کسطرح تھی نماز
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رمضان مین فرمایا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ نہ تھے رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ کرتے رمضان مین اور نہ غیر رمضان مین گیارہ رکعت پر اور نہین ثابت
ہوئی ہے روایت بیس رکعت کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جیسا کہ وہ متعارف ہے اب مگر
روایت ابن ابی شیبہ مین حدیث ابن عباس سے ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے تھے رمضان
مین بیس رکعت اور وتر کہا ہے علما نے کہ اسناد اس حدیث کی ضعیف ہے اور تحقیق معارض ہوئی
ہے حدیث ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی اور وہ صحیح ہے اور تھی عائشہ زیادہ جاننے والی حال

بیان عدم سنیت تراویح بست رکعت حسب الایماء تاج اہل السنت قطب الله عنہ ہا ہم سالہا

مخفی نہو کہ بیس رکعت تراویح کسی حدیث صحیح سے ثابت نہیں اور جو آنحضرت سے ابن ابی شیبہ اور طبرانی
اور بیہقی نے نقل کیا ہے کہ آنحضرت صلعم بیس رکعت پڑہتے تہے سو ضعیف ہے چنانچہ اقبال کیا اس امر کا
حنفیون نے بہی مثل شیخ ابن ہمام اور عینی اور شیخ عبد الحق اور ملا علی قاری نے اور جو حضرت عمر سے موطا مین روایت ہو کہ
اونکے وقت مین بیست رکعتین پڑہی گئی ہین وہ بہی ضعیف ہے اس لئے کہ اوسکے راوی یزید بن رومان نے حضرت
عمر کو نہین پایا اور نہ دیکہا یہ بات کبیری شرح منیۃ المصلی مین لکہی جسکا جی چاہے اور سوا اسکے کوئی
حدیث کتاب ملتزم الصحۃ کی یا منصوص الصحۃ پائی نہین جاتی اور جو مولانا شاہ عبد العزیز دہلوی اور شاہ ولی الله
صاحب نے فرمایا ہے کہ صحابہ نے بیست رکعتین پڑہی وہ بنا بر مشہور و انہون کے ہے اور ضعیف حدیثون کو
قبول کر کے یہ بات کہی ہی ورنہ درحقیقت صحیح روایت اس باب مین کوئی نہین پس جسکو آنحضرت صلعم کے قول و
فعل کی محبت ہوگی وہ آنحضرت صلعم کے فعل پر چلیگا اور جسکو اپنے بزرگون اور شاگردون کی زیادہ محبت ہوگی وہ اپنے
بزرگونکے فعل و قول پر چلیگا ہان اگر یہ دعوی ہو کہ اونکا فعل و عمل کسی حدیث آنحضرت کی موافق ہی تو لازم ہی کہ اوس
حدیث کا آنحضرت صلعم کی حدیث ہونا ثابت کرے ورنہ عالمین سنت کو معاف فرماوین اور اگر یہ گمان ہو کہ بیس رکعت سے سوا
دونون فریقین مین آنحضرت اور صحابہ کی سنت پر چلنے والے رفع انکا یہی ہے کہ ہرگز نہین جسنے بیست رکعت مع شفع پڑہی اوسنے
گیارہ رکعت جو وتر ہی ادا نکی اس لئے کہ ہیئت اور ضرورت کو نماز مین پورا دخل ہے اور وہ اوسکا مدار ہی اسواسطے جو
شخص مغرب چار رکعتین پڑہے اوسکی نماز مغرب بادجودیکہ چار کے ضمن مین تین موجود ہین ادا نہوئی ایسا ہی جسنے
تراویح بیس رکعت پڑہی اوسکی گیارہ رکعت مسنون ادا نہوئی تمام ہوئی تحریر عدم ثبوت سنیت بست رکعت تراویح کے

استفتا از علماء مکہ معظمہ و مدینہ منورہ زادہما الله شرفا و تعظیما و منورعیت ذکر باسم بزرگان از مولانا با الفضل اولنا جناب
مولوی محمد الغنی صاحب المجددی الحنفی المدنی کہ از کبار مشائخ مدینہ منورہ بودہ و اکثر مردمان و مومن عرب بیعت بدست ایشان
دارند و اصل این فتوی نزد مستفتی محرر این سطور مسکین محمد ضیاء الدین ... در کوٹلہ قاضی محمد جان ضلع گوجرانوالہ موجود ست

سوال حامدا و مصلیا و مسلما ما قولکم دام فضلکم فی باب ذکر الاسماء الاولیاء علی سبیل الوظیفۃ والسیفی
لقضاء الحاجۃ مثل یا مدادی و امثالہ دیا شیخ عبد القادر جیلانی شیئا لله وغیر ذلک و اسمہ مند ق و ترکہ ضرور بینوا
توجروا **جواب** ما شرع الذکر الا باسم من اسماء الله تعالی قال الله تعالی قل ادعوا الله او ادعوا الرحمن ایا ما
تدعوا فله الاسماء الحسنی حتی لا یجوز اذکار یا محمد رسول الله بالاجماع قال المناوی فی شرح جامع الصغیر
تحت حدیث افضل الذکر لا اله الا الله اجمع المشائخ علی ان المراد علیہ ملاومتها وحدها قال النووی
فی الاذکار و اعلم ان جماعۃ من اصحابنا قالوا انہ لو نقول لا اله الا الله محمد رسول الله و اقتصر والجمہور
علی قول لا اله الا الله وقد بسطت ذلک بدلائلہ و بیان قائلہ فی کتاب الجنائز من شرح المہذب والله اعلم